انہیں یمنیوں سے کوفہ آباد ہوا لیکن یہی نہیں، صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں، جہاں تک قانون کا تعلق ہے رسولِ خداؐ نے اپنی زندگی میں ان کو مدینہ منورہ میں مفتی مقرر فرمایا تھا۔ کہ جس کسی کو کسی مسئلے کے متعلق قانونِ اسلام دریافت کرنا ہو عام طور سے انہیں سے رجوع کرلے، اور یہ وہ واحد شخص ہیں جو خود رسول اللہؐ کی موجودگی میں فتوے دیتے تھے[1] حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ سے دس پندرہ سال چھوٹے تھے اس طرح حضرت ابوبکرؓ کے شاگرد کہے جاسکتے ہیں۔ ان دونوں میں اتنی گہری دوستی تھی کہ اکثر یک جا ساتھ رہتے، کوئی کام کرنا ہوتا تو مل کر کرتے[2]۔

عہدِ رسالت کے بعد خلافتِ صدیقی میں دونوں کا اشتراکِ عمل اور باہمی مشورہ اور بھی زیادہ ہوگیا، شاید اسی ہم مزاجی کو دیکھ کر ہجرت سے بھی پہلے جب مکے میں مواخاۃ اولیٰ قائم کی گئی۔ تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ہی میں بھائی چارہ قائم کیا گیا تھا[3]۔ اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ علوم صدیقی نے علوم فاروقی کے ساتھ امتزاج حاصل کرلیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ابتداءً انہیں بزرگوں سے تعلیم پائی،

---

[1] کتاب التراتیب الاداریہ المسمی نظام الحکومۃ النبویۃ لکتانی ج ، ص ۵۷،

[2] مغازی الواقدی (مخطوطہ برٹش میوزیم ، ورق (۱۰۳) سیرۃ شامیہ غزوہ خندق۔

[3] کتاب المحبر لابن حبیب باب المواخاۃ (مخطوطہ برٹش میوزیم)

پوچرمِ قربانی

عالمی مجلسِ احرارِ اسلام گزشتہ ۶۰ برس سے فتنۂ مرزائیت کے خلاف ہر سطح پر جہاد میں مصروف ہے اس سلسلہ میں جماعت کا مستقل شعبہ "تحریک تحفظِ ختمِ نبوت" اندرون و بیرونِ ملک سرگرمِ عمل ہے۔ برطانیہ میں "یو کے ختمِ نبوت مشن" کا قیام اور لوٹا میں مسلمانوں کی سب سے پہلی جامع مسجد کا قیام اور ملک بھر میں دینی مدارس کا قیام جماعت کی تاریخ کا زرّیں باب ہے۔ آئیے! ہمارے قدم سے قدم ملائیے اور اس جہاد میں شریک ہوکر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل کیجیے۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر چرمِ قربانی یا اس کی قیمت تحریک تحفظِ ختمِ نبوت کو دیجیے۔

تحریک تحفظ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) عالمی مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ڈاکٹر وحید عشرت

قِصّہ ایک خط کا .... قسط [۱]

یہ مضمون اقبال اکادمی پاکستان کے مجلہ "اقبالیات" لاہور کے جولائی ۸۷ء کے شمارہ سے لیا گیا ہے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قادیانیت کے خلاف عوامی سطح پر سب سے پہلی اور مؤثر آواز مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے اٹھی اور اکابر احرار کی مساعی کے نتیجہ میں ہی علامہ اقبال نے آنجہانی مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کی قائم کردہ "کشمیر کمیٹی" سے استعفیٰ دیا۔ اس طمانچے کی کسک قادیانی ذریۃ البغایا اب تک محسوس کرتے چلے آ رہے ہیں اس کا حالیہ ثبوت علامہ مرحوم کے قادیانی بھتیجے شیخ اعجاز احمد کی کتاب "مظلوم اقبال" ہے جس میں علامہ مرحوم پر افتراء باندھا گیا ہے کہ وہ "قادیانیوں کو غیر مسلم تصور نہیں کرتے تھے"۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔

علامہؒ کا وہ خط جسے شیخ اعجاز نے کانٹ چھانٹ کر اپنے قادیانی مذہب کو چھپانے کے لئے اپنی کتاب میں شامل کیا تھا۔ جناب ڈاکٹر وحید عشرت نے اُس کا عکس شائع کر کے شیخ اعجاز کی بد دیانتی واضح کر دی ہے، جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں (نعوذ باللہ) تحریف سے باز نہیں آئے۔ اُن سے کسی بھی معاملے میں دیانت کی توقع عبث ہے۔ اقبال آج بھی اپنے مرزائی بھتیجے سے کہہ رہے ہیں ۔ ے

قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد کا تمہیں پاس نہیں!

۔ محمد عمر فاروق ۔

مجلہ اقبالیات جولائی ۱۹۸۶ء میں علامہ اقبال کے بھتیجے شیخ اعجاز احمد کی کتاب 'مظلوم اقبال' پر تبصرہ شائع کیا گیا تھا جس میں ان حالات و واقعات کا ذکر کیا گیا تھا جن کے نتیجے میں علامہ اقبال اس نتیجے پر پہنچے کہ قادیانی چونکہ خود اپنے سوا جمہور مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں اور وہ انگریز اور ہندو کے ساتھ مل کر ایسی ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں جن سے مسلمانوں کا اجتماعی تشخص اور مفاد خطرے میں ہے، لہذا ان کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر مسلمانوں کو اس فتنے سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ شیخ اعجاز نے کتاب میں عجیب منطق استعمال کی تھی ان کے بیان کے مطابق علامہ اقبال تھے تو نابغہ اور عبقری مگر انہوں نے احراریوں کے کہنے پر ۱۹۳۵ء میں قادیانیت کے خلاف اپنا لب و لہجہ' بہلاوے میں آکر' سخت کر لیا تھا نیز ان کے بیشتر عزیز و اقارب بھی قادیانی تھے اور خود اقبال بھی قادیانیت کے لئے ایک عرصے تک نرم گوشہ رکھتے تھے اور وہ چند شدید اختلافات کے باوجود بھی قادیانیوں کو کافر نہیں سمجھتے تھے۔

ہم نے اپنے تبصرے میں شیخ اعجاز کی اس صریح غلط بیانی اور اقبال پر بہتان کا پردہ چاک کرتے ہوئے عرض کیا تھا کہ علامہ اقبال ۱۹۰۲ء سے لے کر ۱۹۱۴ء اور ۱۹۳۵ء تک قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج تصور کرتے چلے آرہے تھے۔ ۱۹۳۵ء میں دستور جدید کے تحت چونکہ عام انتخابات ہونے والے تھے چنانچہ ڈر تھا کہ مسلمانوں کے بھیس میں قادیانی اسمبلیوں میں پہنچ کر مسلمانوں کے علیحدہ آزاد وطن کی تحریک کو سبوتاژ نہ کر دیں لہذا انہوں نے کھل کر سیاسی بنیادوں پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کا مطالبہ کیا۔ ہم نے یہ بھی بتایا کہ علامہ اقبال کے اعزہ میں شیخ اعجاز ہی چودھری ظفر اللہ کی طرف سے دیے گئے سب جج کے لالچ کے تحت قادیانی ہوئے تھے۔ خود علامہ اقبال انہیں صالح تصور کرتے تھے مگر ان کے قادیانی عقائد کی وجہ سے انہیں ناپسند کرنے لگے تھے۔ حتیٰ کہ اقبال نے انہیں اپنے بچوں کی گارڈین شپ سے بھی فارغ کرنے کا فیصلہ کر لیا اور ان کی جگہ سر راس مسعود کو لانا چاہا اور سر راس مسعود کے نام خط میں شیخ اعجاز کے عقائد کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

ہمارے اس بیان پر پہلا تبصرہ تو خود شیخ اعجاز احمد نے کیا کہ آپ کے موقر مجلہ میں مظلوم اقبال

کا ذکر بد ہی سہی کیا تو گیا جب کہ متعدد دوسرے اصحاب نے ہم سے شیخ اعجاز صاحب کے بارے میں علامہ اقبال کے سر راس مسعود کے نام خط کا حوالہ طلب کیا۔ ہم نے اس سلسلے میں اقبال نامہ مرتبہ شیخ عطاء اللہ دیکھا تو ہم پر یہ عقدہ کھلا کہ اقبال نامہ کے ایک ہی ایڈیشن کے دو نسخوں کے درمیان اس قدر تفاوت ہے کہ اس خط میں دانستہ تحریف کا یقین نہ کرنا حماقت ہے۔ خود ہم نے زندہ رود جلد سوم سے یہ حوالہ لیا تھا اور زندہ رود کے فاضل مصنف جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال نے ڈاکٹر اخلاق اثر کے 'مرتبہ' اقبال نامے' کا حوالہ دیا تھا۔ ہم نے اس سلسلے میں بھوپال میں ڈاکٹر اخلاق اثر سے مراسلت کی انہوں نے فرمایا کہ علامہ کا یہ خط جس کا عکس ان کی کتاب ' اقبال اور ممنون حسن خان' میں بھی موجود ہے' اقبال نامے میں اصل خط کی عبارت کا بھی ایک حصہ چھوٹ گیا تھا جو اقبال نامے کے اس نسخے میں جو انہوں نے مجھے بھجوایا ہے انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ اس خط میں تحریفات کے چیستان سے ایک بات پوری طرح عیاں ہے کہ ان تحریفات کے پیچھے کوئی طاقت در ہاتھ کام کرتا رہا ہے اور اس کا مقصد علامہ اقبال کی شیخ اعجاز اور ان کے مذہب کے بارے میں رائے کو چھپانا ہے۔ ہم اس مختصر سے مضمون میں اس خط کے حوالے سے چند معروضات پیش کرتے ہیں۔

اس خط کے بارے میں 'مظلوم اقبال' کے صفحہ ۲۳۲ سے ۲۳۹ تک شیخ اعجاز احمد کے مباحث بھی دیکھنے کے لائق ہیں۔ ان کے بقول یہ خط انہیں ۴۵ سال بعد یعنی ۱۹۷۳ء میں سر راس مسعود کے نام خطوط میں پڑھنے کو ملا جو علامہ نے ۱۰ رجون ۱۹۳۷ء کو سر راس مسعود کو لکھا تھا۔ شیخ اعجاز کے بقول :

"یہ خط اور سید صاحب موصوف کے نام کئی اور خطوط صہبا لکھنوی مدیر "افکار" کراچی کی مرتبہ کتاب "اقبال اور بھوپال" میں شائع ہوئے جسے اقبال اکادمی نے ۱۹۷۳ء میں شائع کیا۔ ۱۰ رجون والے اس خط کا ذکر بالتفصیل سے کرنا ضروری ہے، شاید قارئین کی دلچسپی کا باعث ہو۔ چچا جان کے بہت سے مکتوبات اوّل اوّل شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور نے ۴۵ء میں "اقبال نامہ" اوّل کے نام سے شائع کئے تھے۔ انہیں شیخ عطاء اللہ پروفیسر علی گڑھ کالج نے مرتب کیا تھا' اقبال نامہ'